بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِالۡمَسِیۡح الۡمَوۡعُود

مَنِ اھۡتَدٰی فَاِنَّمَایَھۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡھَا وَلَا تَزِرُوَازِرَۃٌ وِّزۡرَاُخۡرٰی
وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا (بنی اسرائیل۔۱۶)

جو ہدایت کو قبول کرے گا اُس کا ہدایت پانا اُسی کی ذات کے فائدہ کیلئے ہے اور جو (ہدایت کو رڈ کر کے) گمراہ ہوگا۔ اُس کا گمراہ ہونا اُسی کے خلاف پڑے گا اور کوئی بو جھ اُٹھانے والی جان کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی۔ اور ہم ہرگز عذاب نہیں بھیجتے جب تک کوئی رسول نہ بھیج لیں۔

نوٹ۔۔۔معزز قارئین کرام۔ واضح ہو کہ ایک پڑھے لکھے اور صاحب علم انسان اور ایک بےعلم انسان کے درمیان کافی فرق ہوتا ہے۔ پڑھا لکھا اور صاحب علم انسان دلیل اور منطق کیساتھ بات کرتا ہے اور اگر اُس پر کسی بات اور دعوے کا بےدلیل ہونا ثابت ہو جائے تو وہ صاحب عقل اور صاحب علم بندۂ خدا اُس بےدلیل دعوے کو چھوڑنے میں دیر نہیں لگاتا۔ بےعلم انسان وہ ہوتے ہیں جو کسی ثبوت اور دلیل کے بغیر کسی دعویٰ کو قبول کر بیٹھتے ہیں یا محض عقیدت کی بنا پر کسی عقیدے کو اپنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ لکیروں کے فقیر پیدائشی عقائد کو چھوڑنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوتے۔ خاکسار کو علم ہوا تھا کہ جناب محمد عبدالماجد صدیقی صاحب ٹورونٹو (toronto) کینیڈا (canada) کے ایک صاحب علم اور پڑھے لکھے احمدی بلکہ اوپر سے ماشاءاللہ لکھاری بھی ہیں۔ خاکسار نے درج ذیل خط میں پیشگوئی مصلح موعود سے متعلقہ چند حقائق اُنکے آگے رکھے تھے۔ میرا خط موصول ہونے پر اُنہوں نے خط کو لفظ بلفظ پڑھنے کا وعدہ کیا اور پھر یہ بھی وعدہ فرمایا کہ میں اس خط کا جواب بھی لکھوں گا۔ جناب صدیقی صاحب نے حسب وعدہ میرا خط پڑھ کر اور پھر نفس مضمون پر غور وفکر فرمانے کے بعد اس کا جواب میری طرف ارسال کیا۔ خاکسار نے اُنکا جواب پڑھ کر پھر اس کا جواب الجواب لکھا ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ آپ پہلے دعوت اِلی الحق پر مشتمل خاکسار کا درج ذیل خط پڑھیں۔ پھر اسکے بعد خاکسار آپکے آگے جناب صدیقی صاحب کا جوابی خط اور اس کا جواب الجواب بھی پیش کرے گا۔ بعدازاں آپ جماعت احمدیہ کے پڑھے لکھے (اَن پڑھ تو معذور ہیں؟) احباب کی ذہنی حالت کا اندازہ لگانا یہ کہاں پہنچ چکے ہیں؟ متقی احمدیوں سے میری گذارش ہے کہ وہ دعوت الیٰ الحق پر مشتمل میرا خط اور پھر صدیقی صاحب نے جو اس کا جواب لکھا ہے دونوں کو بغور فکر پڑھ کر خود فیصلہ کریں کہ خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو جھٹلانے کیلئے خاکسار نے جو دلائل پیش کیے ہیں جناب صدیقی صاحب نے اِن کا جواب دینا تو درکنار کیا اِن دلائل کا اپنے خط میں ذکر تک بھی کیا ہے۔؟ اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ کیا اِن کا اللہ تعالیٰ اور اُسکے کلام (قرآن کریم)، اُسکے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ پر کوئی ایمان ہے بھی یا کہ خلیفہ ثانی صاحب کی عقیدت کے ٹیکے لگوا لگوا کر اپنے ایمان سے فارغ ہونے کیساتھ ساتھ اپنا سب کچھ (جان، مال اور عزت) گنوا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔؟؟ حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں۔ مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔ جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۱۵۔ستمبر ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆☆☆☆

مکرم ومحترم محمد عبدالماجد صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اُمید ہے صدیقی صاحب آپ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔ خاکسار کو آپکا علم ہوا تو میرے دل میں آپ کو براہِ راست دعوت اِلی الحق دینے کی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ پیدائشی عقائد کو چھوڑنا یقیناً بہت مشکل اور جرأت کا کام ہے۔ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے مرسلوں کو ایسے ہی انسانوں سے واسطہ پڑا تھا جن کے دلوں اور دماغوں میں ایسے عقائد بیٹھے ہوئے یا بٹھائے گئے تھے جن کا راستی اور حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ لوگ اپنے پیدائشی عقائد کو کسی قیمت پر چھوڑنے کیلئے تیار نہیں تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَاقِیۡلَ لَھُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤاَنۡزَلَ اللّٰہُ قَالُوۡابَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤاَلۡفَیۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَاءَنَاؕاَوَلَوۡ کَانَ اٰبَاؤُھُمۡ لَایَعۡقِلُوۡنَ شَیۡئًا وَّلَا یَھۡتَدُوۡنَ (البقرہ۔۱۷۱) اور جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ اُسکی پیروی کرو جو اللہ نے اُتارا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ بھلا اگر اُنکے باپ دادے کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ وہ ہدایت پر ہوں (تب بھی وہ اُنہیں کی پیروی کریں گے)۔

برادرم محترم۔ایک صدی قبل قرآن کریم کی روشنی میں اور اِسکی تعلیم کے مطابق ہمارے بزرگوں نے اپنا پیدائشی حیات مسیح ابن مریم کا باطل عقیدہ چھوڑ کر حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور مہدی و مسیح موعود قبول فرمایا تھا تو یہ بڑے دل گردے کا کام تھا۔جاننا چاہیے کہ دلیری نہ صرف سچائی سے بلکہ سچائی کے عرفان سے پیدا ہوتی ہے اور کسی سچائی کو قبول کرنے کیلئے کسی انسان کے اپنے اندر سچائی کا ہونا بھی ضروری ہے۔خاکسار اسی ضمن میں اپنی چند گذارشات آپکی خدمت میں پیش کر کے عنداللہ اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے۔اپنی گذارش آپکی خدمت میں پیش کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاکسار تھوڑا سا اپنا تعارف بھی کروا دے۔خاکسار پیدائشی احمدی ہے۔میری مرحوم والدہ صاحبہ کے بقول خاکسار مارچ ۱۹۵۴ء کی کسی نامعلوم تاریخ کو موضع ڈاور میں پیدا ہوا تھا۔میری والدہ اس عاجز کو بتایا کرتی تھی کہ جب اس عاجز کا والد محترم چوہدری شیر محمد جنبہ صاحب فوت ہوئے تھے تو اس وقت میں چھ ماہ کا شیر خوار بچہ تھا۔میرے محترم والد صاحب ۱۹۔ستمبر ۱۹۵۴ء کو دو(۲) ماہ علیل رہ کر فوت ہو گئے تھے اور وفات سے پہلے آپ جماعت احمدیہ ڈاور کے سیکرٹری مال تھے۔آپ اِنتہائی نیک اور دعا گو اِنسان تھے۔آپ موصی تھے اور ربوہ کے پرانے بہشتی مقبرہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ہم پانچ بہن بھائی ہیں اور خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔مرحوم والد صاحب کا تیئیس (۲۳) ایکڑ زرعی رقبہ تھا لیکن ہماری زمین کیلئے نہری پانی بہت کم تھا لہٰذا والد صاحب کی وفات کے بعد ہم نے بڑی غربت میں زندگی گزاری ہے۔خاکسار کی پیدائش زمین پر اپنے ڈیرے پر ہی ہوئی تھی اور میرا بچپن وہیں پر گزرا ہے۔زمین پر مجھے پڑھانے والا کوئی نہ تھا لہٰذا میں کسی سے قرآن کریم ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا۔ہوسکتا ہے میری یتیمی اور میرے دینی لحاظ سے اُمی رہنے میں بھی بزرگ و برتر ربّ کا کوئی بھید پوشیدہ ہو۔میری والدہ نے ۱۹۶۱ء کے شروع میں مجھے گورنمنٹ پرائمری سکول ڈاور میں داخل کروایا تھا اور پھر دنیاوی تعلیم میں ایم اے تک خاکسار کا ریکارڈ (record) الحمدللہ بہت اچھا رہا ہے۔

برادرم محترم۔اپنا خاندانی پس منظر (family background) بیان کرنے کا میرا مقصد فقط یہ ہے کہ آپ پر واضح کر دوں کہ میرا کسی مذہبی گھرانے یا کسی عالم فاضل خاندان سے تعلق نہیں ہے۔اگر میں اپنے بارے میں کہوں کہ میں مذہبی نقطہ نظر سے اُمی تھا تو یہ غلط نہیں ہوگا۔خاکسار کی پہلی زندگی لاعلمی میں گزری اور ہاں بچپن سے ہی دل میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔میرے پاس کوئی ایسے اعمال اور عبادتیں بھی نہیں تھیں جن کی وجہ سے کسی کے ذہن میں مصلح یا مجدد بن جانے کا کوئی خیال پیدا ہوسکتا ہو۔لیکن بچپن سے ہی میرے پاس یتیمی کے غم اور اپنی بے علمی اور بے عملی کی بدولت شرمندگی کے آنسوؤں کی دولت ضرور تھی۔اور اگلا سارا کام محمدی مریم حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی دعا نے کیا ہے۔بقول حضرت میاں محمد بخشؒ ؎

خس خس جتناں قدر نئیں میرا میرے صاحب نوں وڈیائیاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

آج سے کم و بیش ستائیس (۲۷) سال پہلے وسط دسمبر ۱۹۸۳ء لاہور میں احمدیہ ہوسٹل (دارالحمد) میں جب میری عمر پونے تیس (۳۰) سال کی تھی ایک مبارک سجدہ میں میری کایا پلٹ دی گئی اور کھلے کھلے طور پر رُوح القدس میرے شامل حال ہوگیا۔یہ ایک ایسا طاقتور روحانی واقعہ تھا جس نے نہ صرف مجھے میری بنیاد سے ہلا دیا بلکہ مجھے پوری شدت سے اپنی لپیٹ میں بھی لے لیا۔اگر خاکسار اپنی کوشش سے اس سحر سے نکلنا بھی چاہے تب بھی یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔خاکسار کو اس روحانی واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جس زکی غلام (مصلح موعود) کی حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بشارت دی گئی تھی وہ موعود زکی غلام خلیفہ ثانی نہیں تھا بلکہ تو ہے۔پہلی دفعہ جب مجھ پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا تو یہ میرے لیے بہت حیرانی کی بات تھی۔خاکسار نے پہلی دفعہ اپریل ۱۹۹۳ء میں دو (۲) کتابچوں کی شکل میں اپنا یہ مدلل مؤقف خلیفہ رابع صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو اُنہیں بہت غصہ آ گیا اور اُنہوں نے طیش اور جذبات میں آ کر بلا سوچے سمجھے میرے اِن خیالات کو شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ قرار دیدیا۔حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ میں اس وقت بھی حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ آج یعنی ۲۸۔جولائی ۲۰۱۱ء تک بھی میں کسی پیغامی یعنی لاہوری احمدی سے کبھی نہیں ملا۔اگر یہ سچ ہے اور میں کہتا ہوں یقیناً سچ ہے تو پھر برادرم۔حضرت مرزا صاحبؑ کا جانشین کہلوانے والے کسی خلیفہ کے ایسے بے بنیاد الزام کی حقیقت کیا ہوسکتی ہے؟ فروری ۱۹۹۷ء کے آخر میں خاکسار نے اِلٰہی منشاء کے مطابق جناب خلیفہ رابع صاحب کو اپنے نقطہ نظر کے بارے میں قدرے کھول کر بتایا تو پھر خلیفہ صاحب کے غصہ میں بھی بظاہر تھوڑی سی کمی آ گئی اور اُنکا لہجہ بھی نرم پڑ گیا۔خاکسار نے خلیفہ رابع صاحب پر ثابت کر دیا کہ آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرا مصدق بنایا ہے۔خاکسار نے اُنہیں لکھا کہ آپ نے ظہور خیر الانبیا ﷺ کے سلسلہ میں جو کلام منظوم فرمایا تھا۔اس نعت کے آخری دو اشعار میں آپ نے کیا اِلتجا کی تھی؟ مثلاً آپ لکھتے ہیں۔ ؎

خیرات ہو مجھ کو بھی ۔ اِک جلوۂ عام اُس کا پھر یوں ہو کہ ہو دِل پر، اِلہام کلام اِس کا

اُس بام سے نور اُترے، نغمات میں ڈھل ڈھل کر نغموں سے اُٹھے خوشبو، ہو جائے سُرود عنبر

کیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنے درج بالا اشعار میں یہ استدعا نہیں کی تھی کہ آنحضرت ﷺ کا عظیم اِلہامی کلام نغموں میں ڈھل ڈھل کر آپ (خلیفہ صاحب) پر اُترے اور پھر آپ نے جو دعا کی تھی اور جس جلوۂ عام کی خواہش کی تھی اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک جسم میں ڈھال کر آپکے آگے کھڑا کر دیا ہے۔مثلاً اپنی خلافت کے اگلے سال یعنی جلسہ سالانہ ربوہ

۱۹۸۳ء کے موقع پر آپ فرماتے ہیں۔

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا، مردِ حق کی دُعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گا

عصرِ بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

اسی طرح جلسہ سالانہ یو کے ۱۹۸۶ء کے موقعہ پر آپ نے افراد جماعت کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا۔

بساطِ دنیا الٹ رہی ہے۔حسین اور پائدار نقشے ۔ جہان نو کے اُبھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظام کہنا

کلید فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر ۔ نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

بعد ازاں ۲۰۰۱ء کے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر ایک بار پھر اُنہوں نے اپنی لاعلمی میں اس عاجز کے متعلق بغیر کسی ثبوت کے کچھ نازیبا فقرات استعمال کیے لیکن اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیدیا تھا کہ تم مرزا طاہر سے پوچھو کہ اگر آپکے والد موعودز کی غلام (مصلح موعود) تھے تو آپ اس کا ثبوت افراد جماعت کے آگے پیش کریں اور اگر آپ میرے نقطہ نظر کو غلط سمجھتے ہیں تو آپکے پاس اِسکی کیا دلیل ہے؟ دس (۱۰) جون ۲۰۰۲ء کو خاکسار نے اپنا موعودز کی غلام مسیح الزماں ہونے کا تحریری دعویٰ ایک کتاب کی شکل میں جناب خلیفہ رابع صاحب کے آگے پیش کر دیا اور اُنہیں یہ بھی درخواست کی کہ آپ میرے دعویٰ سے افراد جماعت کو مطلع کر دیں۔ اگر اُنکے والد جناب خلیفہ ثانی صاحب واقعتاً پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہوتے تو وہ ببانگ دھل میرے دعوے کا نہ صرف اعلان کرتے بلکہ افرد جماعت کو یہ بھی بتاتے کہ نعوذ باللہ ایک اور جھوٹا دعویدار کھڑا ہو گیا ہے اور پھر اپنے جید علماء کی مدد کیساتھ میری خبر لیتے۔ اس میں اُن کیلئے ڈر یا خوف والی کیا بات تھی؟ یہ ڈر تو اُنکے بقول مجھ نعوذ باللہ جھوٹے کو ہونا چاہیے تھا لیکن خلیفہ رابع صاحب نے افراد جماعت کو میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں سے لاعلم رکھ کر اپنی منصبی ذمہ داری سے پہلوتہی کی۔ خلیفہ رابع صاحب نے ہی اپنے ۵۔ دسمبر ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔

’’اثبات وہ لوگ ہیں جو وقیع ہیں۔ جن کی باتیں غلط نہیں ہوتیں۔ جن کی باتوں میں وزن ہوتا ہے اور جب بات کرتے ہیں حق کی بات کرتے ہیں۔ اب یہ بظاہر الگ الگ معانی ہیں لیکن ایک دوسرے کیساتھ ان سب کا گہرا تعلق ہے۔ وہ شخص جو حق پر قائم ہو اور حق کا عرفان بھی رکھتا ہو۔ اُس کیلئے لازمی ہے کہ وہ بہادر بھی ہو۔ کیونکہ دلیری سچائی سے پیدا ہوتی ہے اور صرف سچائی سے نہیں بلکہ سچائی کے عرفان سے پیدا ہوتی ہے۔ اور دلائل میں جب گفتگو ہو رہی ہو تو وہ شخص جس کے پاس حق ہو، جس کے پاس مضبوط اور قاطع دلیل ہو، جو شخص اس مضمون کا عرفان رکھتا ہو جس میں گفتگو کر رہا ہے اُس کی بات میں ایک عجیب شوکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اُسکی بحث میں ایک ایسی طاقت آ جاتی ہے کہ اُسکے نتیجے میں اُس کا دلیر ہونا اِس کا طبعی اور لازمی نتیجہ ہے۔ اِس لیے مومن اپنی گفتگو میں کامل یقین رکھتا ہے اور اُسکے لیے ڈگمگانے کا سوال ہی نہیں۔‘‘

برادرم محترم۔ میرا تحریری دعویٰ وصول کرنے کے بعد خلیفہ رابع صاحب کے قدم ڈگمگا گئے۔ واضح رہے کہ اس میں میری کوئی بڑائی نہیں بلکہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کے بعد یہ اُس سچائی اور صدق کا رعب تھا جو روح القدس کے شامل حال ہونے پر صادقوں کو میسر آ جاتا ہے۔ خاکسار ۱۹۹۳ء سے لے کر اب تک مسلسل خلفائے جماعت اور علمائے جماعت کو بار بار بلا رہا ہے لیکن اب تک جماعت احمدیہ کا کوئی بھی عالم اور کوئی بھی خلیفہ میرے اُن دلائل کو جن کیساتھ میں نے خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو جھٹلایا ہے ردّ نہیں کر سکا اور نہ ہی اِنشاءاللہ تعالیٰ آئندہ کوئی ردّ کر سکتا ہے۔ اسی طرح نہ ہی یہ لوگ میرے موعودز کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کی صداقت کی علمی، اِلہامی اور قطعی دلیل (نیکی خدا ہے) کو جھٹلا سکے ہیں اور نہ ہی اِنشاءاللہ تعالیٰ آئندہ قیامت تک جھٹلا سکتے ہیں۔

برادرم۔’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ یہ الفاظ نعرے (slogan) کی حد تک تو بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا رویہ اپنے نعرے کے مطابق ہے؟ خاکسار اِنتہائی افسوس کیساتھ عرض کرتا ہے کہ ہمارا رویہ ہمارے اپنے نعرے کے مطابق نہیں بلکہ متضاد ہے۔ جماعت احمدیہ میں کسی فروعی مسئلہ پر اختلاف کی بنیاد پر کسی احمدی کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت احمدیہ سے خارج کرنا اور اُسے مقاطعہ ایسی ظالمانہ سزاؤں کی بھینٹ چڑھا دینا کیا’’ محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا عملی مظاہرہ ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ ہم احمدیت کو حقیقی اسلام کہتے ہوئے نہیں تھکتے۔ کم از کم حقیقی اسلام کا نعرہ لگانے والوں کو تو چاہیے تھا کہ اپنے معاملات اور اختلافات کا فیصلہ قرآن کریم کی روشنی میں کرتے۔ اب سوال ہے کہ کیا ہم نے اللہ کی کتاب یعنی قرآن کریم کو کبھی وہ عزت دی ہے جو اس کا حق ہے؟ اسی طرح ہم نے اپنے معاملات اور اختلافات کا فیصلہ کرنے کیلئے کیا کبھی قرآن کریم کو فرقان اور میزان تسلیم کیا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔ معذرت کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ لگتا ہے ہمیں صرف حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو مارنے کیلئے اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جاری کرنے کیلئے قرآن کریم کی ضرورت تھی اور اب ہماری وہ ضرورت پوری ہو چکی ہے۔ اب ہمیں نعوذ باللہ اس قرآن کریم کی کیا ضرورت ہے؟ اگر ہم نے متنازعہ دینی امور کے فیصلے قرآن کریم سے لینے شروع کر دیئے تو پھر ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا یہ نظام نہیں رہے گا جس کی بنیاد جبر پر ہے اور جس سے ہم نے احمدیوں کو قابو بلکہ اَسیر بنایا ہوا ہے۔ اسی طرح نہ ہماری یہ خاندانی گدی رہے گی جس کو ہم نے خلافت کے نام پر احمدیوں پر حکومت کرنے کیلئے ڈھال بنایا

ہوا ہے اور نہ ہی ہمارا دعویٰ مصلح موعود رہے گا۔ اب سوال ہے کہ اللہ کی کتاب کو فرقان اور میزان مان کر ہم اپنا اتنا بڑا نقصان کس طرح کر سکتے ہیں؟ اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون۔ ؎

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

برادرم محترم۔ ہم حقیقی اسلام کا نعرہ لگانے والے مسجدوں میں منبروں پر کھڑے ہو کر اپنے مقاصد کیلئے قرآن کریم کے کس طرح حوالے دیتے ہیں اور پھر جب کہیں ہماری نام نہاد خلافت اور کسی غلط دعویٰ پر زد پڑ رہی ہو تو پھر ہم کس طرح ہوشیاری کیساتھ قرآن کریم کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیتے ہیں؟ آپکے علم میں اضافے کیلئے خاکسار صرف ایک مثال آپکے آگے رکھتا ہے اور پھر اَز رُوئے انصاف آپ مجھے بتائیں کہ کیا یہ ہمارے اسلامی رویے ہیں؟؟؟ حقیقی اسلام کا عملی مظاہرہ کرنا تو دور کی بات کیا ہمارا اسلام سے کوئی دور کا واسطہ بھی ثابت ہوتا ہے؟ جب ۱۹۸۴ء میں پاکستان کے ایک فوجی آمر نے ہم پر سختیاں کیں اور ہمارے ایک خلیفے کو پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی تو اس وقت اُنہیں اللہ کی کتاب (قرآن کریم) بڑی یاد آئی تھی۔ وہ اپنے خطبہ جمعہ میں کس طرح اپنی مظلومی کی دھائی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”ہر شخص اپنی سوچوں اور اپنے ایمان میں آزاد ہے۔ کوئی حق نہیں ہے کسی کا کہ کسی کی سوچ پر اور اُسکے ایمان پر، اُس کے نظریات پر کسی قسم کی قدغن لگائے اور جبراً اُن کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ جو اعلان ہے یہ اسلام کے لیے نہیں ہے بڑی جہالت ہے اگر اِسے یہ سمجھا جائے کہ صرف اسلام کی خاطر ہے۔ یہ تو آزادی ضمیر کا جہاد ہے، شرف انسانی کو قائم کرنے والا جہاد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان حق نہیں رکھتا کہ کسی اور انسان کے نظریات کو اور اُس کے خیالات کو، اُس کی سوچوں کو تبدیل کرے زبردستی یا اُس پر جبر کے تالے لگا دے اور اُس کو اِن سوچوں کے اظہار کا حق نہ ہو۔ تو یہ دوسرا جہاد کا پہلو یہ تھا۔ آپ نے یہ فرمایا اور قرآن کریم اس مضمون کو کثرت سے بیان کرتا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ انسان کو خود اپنی سوچوں میں آزادی نصیب ہے بلکہ اس کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ جو وہ سوچتا ہے، جو وہ دیکھتا ہے، جو وہ سمجھتا ہے اُسے دوسروں سے بیان کرے اور اس کا نام بلاغ ہے پہنچانا۔ جب وہ بیان کر دے تو پھر لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ بیان کرنا مبین طریق پر، کھول کھول کر یہ تو فرض ہے ہر انسان کا، اس کا حق ہے لیکن جبر کو اس میں دخل نہیں ہو گا۔ کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں ہوگی۔ چوتھا پہلو اس جہاد کا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اِسکے نتیجے میں بات مان لے اور اپنے خیالات تبدیل کر دے تو ہرگز کسی دوسرے کا حق یہ نہیں ہے کہ وہ زبردستی اس کو اس تبدیلی خیال سے روکے اور کہے کہ ہرگز ہم تمہیں اپنا خیال تبدیل نہیں کرنے دیں گے اور اُسکے نتیجے میں خیال تبدیل کروانے والے کو سزائیں دیں اور اُسکو بھی مارے اور اُسکی مخالفت بھی جسمانی طور پر کرے، ہر قسم کی تعزیری کاروائی اُسکے خلاف کرے۔۔۔۔۔ ہر ایسے شخص کے مقابل پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جہاد کھڑا ہو جائے گا آزادی ضمیر کے نام پر جو آپ نے جہاد کیا۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکی تائید کرے جس نے واقعتاً دلائل کے نتیجے میں اپنا مذہب تبدیل کیا ہے، اپنے خیالات تبدیل کئے ہیں اور ہر ایسی جبر کی کوشش کا مقابلہ کرے جو ان بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت کرے۔“ (خلیفہ رابع۔ خطبہ جمعہ۔ ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء)

آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کا حوالہ دے کر ہمارے خلفاء اور دیگر ارباب واختیار آزادی ضمیر کا حق تمام دنیا سے اپنے لیے تو مانگتے ہیں۔ اپنی مظلومی کی دہائی دیتے ہیں لیکن کیا ہم اپنی جماعت میں بھی یہ انسانی بنیادی حق کسی احمدی کو دینے کیلئے تیار ہیں؟ اب سوال ہے کہ اگر نہیں تو پھر کیوں نہیں؟ ہمارے خلفاء کے قول وفعل میں کتنا تضاد ہے۔ نکلے ہیں دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے کیلئے جبکہ ہمارے گھر میں اسلام کا یہ حال ہے کہ ہم نے حقیقی اسلام کے نام پر ہر احمدی کا گلا گھونٹ رکھا ہے۔ اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون۔ خاکسار نے نہ چاہتے ہوئے یہ چند تلخ حقائق آپکے آگے بیان کیے ہیں۔ میرا ہرگز مطلب کسی کی دل آزاری کرنا نہیں۔ ہمارے آقا حضورؑ اِس ضمن میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

”وہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کیلئے ضروری ہیں اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہیں وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سنا دینا نہ صرف جائز بلکہ واجبات وقت سے ہے تا مداہنہ کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔“ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)

یہ بھی واضح رہے کہ میں کسی کا مخالف نہیں ہوں اور نہ ہی میرے دل میں کسی کے خلاف کینہ ہے۔ میں کسی خاص قوم یا خاندان کو معزز نہیں سمجھتا بلکہ میرے نزدیک دنیا کا ہر اِنسان بشرطِ تقویٰ معزز ہے اور اُسکی عزت نفس کا خیال کرنا دوسروں کیلئے ضروری ہے۔ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد کا احترام کرنا بھی میں ضروری خیال کرتا ہوں کیونکہ بہر حال یہ ایک عظیم اِنسان کی اولاد ہے۔ لیکن اِس سب کے باوجود اِس ضمن میں اتنی گذارش ہے کہ عقیدت اپنی جگہ پر پیشگوئی مصلح موعود چونکہ ہم احمدیوں کے ایمان اور عقیدہ میں شامل ہے لہٰذا میرے لیے ضروری ہے کہ میں افرادِ جماعت کی آگاہی اور فکری راہنمائی کیلئے ایسے تلخ حقائق کا ذکر ضرور کروں۔ اپنے زمانے بلکہ ہر دور کے نامور فلسفی ارسطو (Aristotle) نے اپنے استاد افلاطون (Plato) سے کہا تھا کہ۔! ”اے استاد! آپ مجھے عزیز ہیں لیکن سچائی عزیز تر ہے“۔ خلیفہ ثانی صاحب کے ضمن میں میری بھی یہی گذارش ہے کہ وہ مجھے عزیز ہیں لیکن سچائی عزیز تر ہے۔ جاننا چاہیے کہ جب کوئی نیا نقطہ نظر یا نظریہ ہمارے سامنے آئے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اس ضمن میں حضور علیہ السلام ہمیں نصیحت فرماتے ہیں۔

”اصل بات یہ ہے کہ جب تک اِنسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔ اُس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔

اِس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سُنتے ہی اُس کی مخالفت کیلئے تیار ہو جاوے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور اِنصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اِس پر سوچے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱ تا ۲)

پیشگوئی مصلح موعود۔ واضح رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی میثاق النبیین کے ضمن (connection) میں حضرت بانئ جماعتؑ پر نازل فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔'' وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ o فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ o'' (ال عمران آیت ۸۲۔۸۳) اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اِس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اُسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اِس پر میری طرف سے ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ اُنہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اِقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ اب جو (شخص) اِس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

یہ وہ میثاق النبیین ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اُس کے بعد آنیوالے مصلح کی خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ اِس میثاق النبیین کے مطابق مصلحین کو بھیج کر اُمتوں یا جماعتوں کا امتحان لیتا رہا ہے کہ آیا وہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچی تھیں یا کہ نام کی مومن۔ مذہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر نئے آنیوالے مصلح کی مدلل اُتمام حجت کے باوجود اُسکی قوم یا جماعت نے میثاق النبیین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُس کا اِنکار کر دیا۔ مثلاً حضرت مسیح ابن مریمؑ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مرزا غلام احمدؑ یہ سب میثاق النبیین کے مطابق آنیوالے موعود مصلحین تھے اور اِنکی قوموں نے بڑی دلیری کیساتھ اِن سب کا اِنکار کیا تھا۔ واضح رہے کہ یہودی اور عیسائی مثیل موسیٰ اور فارقلید (احمد) کو بنی اسرائیل میں ڈھونڈتے رہے جبکہ وہ بنی اسماعیل میں سے ظاہر ہوگئے۔ اسی طرح مسلمان امام مہدی کو آجتک حضرت فاطمہؓ کی عترت میں ڈھونڈ رہے ہیں اور مسیح موعود کو اسرائیلی مسیح ابن مریم علیہ السلام خیال کرتے ہوئے اُسکے نزول کیلئے آسمان کی طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود ایک صدی قبل ہندوستان کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں ایک ایسی قوم میں ظاہر ہوئے جس کا کسی مسلمان کو گمان تک نہیں تھا اور اسی وجہ سے اُمت محمدیہ کی اکثریت اُنکی قبولیت سے محروم رہی۔ پہلی قوموں نے اپنے موعودوں کا اِس لیے اِنکار کیا تھا کیونکہ وہ موعود اِن کی خود ساختہ اُمنگوں اور خواہشات کے مطابق ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ جس طرح یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی آزمائش ہو چکی ہے اسی طرح کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ افراد جماعت احمدیہ کی بھی آزمائش ہوتی کہ آیا وہ امام آخرلزماں پر اپنے ایمان لانے میں سچے ہیں یا کہ برائے نام مومن؟

اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی اُسکے دعویٰ کے اوائل ہی میں میثاق النبیین کے مطابق ایک ''زکی غلام'' کی بشارت بخشی تھی۔ آج جماعت احمدیہ بھی پہلی اُمتوں اور قوموں کی طرح پیشگوئی ''مصلح موعود'' کے سلسلہ میں اِسی قسم کی ایک زبردست آزمائش میں داخل ہو چکی ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کی غرض وغایت بھی یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کونسے احمدی اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں اور کونسے برائے نام احمدی؟ کونسے احمدی اُس کلام اللہ جو آنخضرت ﷺ پر نازل ہوا اور جو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہوا کی پیروی کرنیوالے ہیں اور کونسے نام کے احمدی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنیوالے ہیں؟

غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر اِلہامات کا ترتیب وار نزول۔ اب خاکسار وہ سارا مبشر کلام اِلٰہی یہاں درج کرتا ہے جو حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں نازل ہوا تھا۔

(۱) ''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَسِیْنٍ۔'' یعنی ہم تجھے ایک حسین غلام کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۰)

(۲) خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ وعزّ اسمہٗ) نے اپنے اِلہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ!

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۳) ۱۸۹۴ء۔ '' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ''۔ یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۴) ۱۸۹۶ء۔ '' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔'' ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۵) ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء۔ '' اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔'' یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۶) ۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ '' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔ نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ۔'' ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰۰/ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰۔ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) مارچ ۱۹۰۶ء۔ '' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۸) ۱۹۰۶ء۔ '' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۹) ۱۶۔ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ '' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔'' ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷۔ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۱۰) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ '' (۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ (۶) يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ (۷) ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔'' (تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱) ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔ اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۱) ۶/ ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء۔ '' سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔ ..... آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔'' (تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

پیشگوئی مصلح موعود (غلام مسیح الزماں) کے متعلق چند اہم نکات۔

(۱) یہ بات یاد رکھیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں (یعنی ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور ایک زکی غلام) کی بشارات دی گئی تھیں۔ وجیہہ اور پاک لڑکا کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی تھی کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ملہم کی وفات تک کوئی ایسی وضاحت نہیں فرمائی۔ اب اگر زکی غلام حضور علیہ السلام کا صلبی لڑکا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کو اس طرح بشارت دیتا۔ سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکے تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہونگے۔ اور اس طرح وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام دونوں کا حضور علیہ السلام کے صلبی لڑکے ہونے میں کوئی اِبہام نہ رہتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ صرف اور صرف وجیہ اور پاک لڑکا کے متعلق فرمایا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ لیکن زکی غلام کیا ہوگا اور کون ہوگا اس راز پر سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے پردہ نہیں اُٹھایا۔؟

(۲) اولاً اللہ تعالیٰ نے ۱۸۸۱ء میں حضور علیہ السلام پر ایک حسین غلام کی بشارت نازل فرمائی تھی۔ اِسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام کی بشارات عطا فرمائیں۔اس مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد پھر وقتاً فوقتاً مختلف اوقات میں نو (۹) دفعہ غلام کی بشارتیں نازل ہوئیں تھیں۔اس طرح غلام کے متعلق کل گیارہ (۱۱) دفعہ بشارتیں ہوئی ہیں۔واضح رہے کہ قرآن کریم میں غلام کا لفظ (۱) صلبی لڑکا اور (۲) نوجوان لڑکا دونوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔صلبی معنوں میں مثلاً ۔حضرت ابراہیم،حضرت زکریا اوراسی طرح حضرت مریم صدیقہ علیہم السلام کو جن غلاموں کی بشارتیں ملی تھیں وہ سب اِنکے صلبی لڑکے تھے اور اِنکے گھروں میں پیدا ہوئے تھے۔

ثانیاً۔نوجوان لڑکا (youth) کے معنی میں مثلاً۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''وَجَآءَتۡ سَيَّارَةٌ فَأَرۡسَلُوا وَارِدَهُمۡ فَأَدۡلَىٰ دَلۡوَهٗ قَالَ يَا بُشۡرَىٰ هَـٰذَا غُلَامٌ وَأَسَرُّوۡهُ بِضَاعَةً وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ۔''(یوسف۔۲۰) ترجمہ۔اور ایک قافلہ آیا اور اُنہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا اور اُس نے اپنا ڈول ڈالا۔تو اُس نے کہا اے (قافلہ والو) خوشخبری! یہ ایک لڑکا ہے۔اور اُنہوں نے اُسے ایک پونجی کے طور پر چھپا لیا اور اللہ اُسے خوب جانتا تھا جو وہ کرتے تھے۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کنویں میں ڈول ڈالنے والے نے کنویں میں ایک لڑکے کو دیکھا تو اُس نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دیتے ہوئے کہا کہ یَا بُشۡرٰی هَـٰذَا غُلَامٌ ۔اے خوشخبری ہو یہ ایک لڑکا ہے۔اب یہاں جسے هَـٰذَا غُلَامٌ کہا گیا تھا وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اِن قافلہ والوں کے صلبی لڑکے نہیں تھے بلکہ اُن کیلئے صرف ایک نوجوان لڑکا یا غلام تھے۔اسی طرح سورۃ کہف کی آیات نمبر ۷۵،۸۱ اور ۸۳ میں بھی غلام کا لفظ نوجوان لڑکا (youth) یا غلام کے معنی میں آیا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ حضورؑ کو جو گیارہ (۱۱) دفعہ غلام کی بشارتیں ہوئیں کیا یہ بشارتیں صلبی لڑکوں کے متعلق تھیں۔؟ اگر یہ بشارتیں صلبی لڑکوں کیلئے ہوئی تھیں تو یقیناً یہ گیارہ لڑکے حضورؑ کے گھر میں پیدا ہونے چاہیے تھے لیکن آپ کے گھر میں صرف پانچ لڑکے پیدا ہوئے۔تو پھر اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔؟ کیا نعوذ باللہ من ذالک غلام کے متعلق یہ مبشر الہامات غلط تھے۔؟ نہیں ہرگز غلط نہیں تھے۔بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام کی یہ بشارتیں صلبی لڑکوں کیلئے نہیں ہوئی تھیں بلکہ یہ بشارتیں محض نوجوان لڑکا (youth) یا غلام کے معنوں میں ہوئی تھیں۔

(۳) ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ غلام کی گیارہ (۱۱) بشارتیں مختلف گیارہ (۱۱) غلاموں کے متعلق ہوئی تھیں یا کہ ان بشارتوں میں صرف ایک ہی زکی غلام کا وعدہ دیا گیا تھا۔؟ واضح ہو کہ ان تمام بشارتوں میں ایک ہی زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی۔اسکی وجہ یہ ہے کہ ۲۰۔فروری کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد جو نو (۹) دفعہ غلام کی بشارتیں ہوئی تھیں۔اِن بشارتوں میں غلام کی اُنہیں صفات کا ذکر ہے جو کہ مفصل پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمائی گئی تھیں۔مثلاً۔اِن نو (۹) میں سے چھ (۶) بشارتوں میں اُسے بار بار حلیم،زکی اور مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فرمایا گیا ہے۔غلام کی یہ وہی صفات ہیں جو کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی میں موجود ہیں۔باقی تین بشارتوں میں ایک دفعہ اُسے صرف غلام اور دو (۲) دفعہ اُسے نافلہ فرمایا گیا ہے۔اور یہ بھی یاد رہے کہ نافلہ بھی زکی غلام یعنی مصلح موعود کو ہی فرمایا گیا ہے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے نافلہ کے معنی پوتا کرتے ہوئے جب نافلہ غلام سے متعلقہ بشارتوں کو اپنے پہلے پوتے یعنی مرزا البشیر الدین محمود احمد کے پہلے لڑکے نصیر احمد (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کو یہ بتانے کیلئے کہ نافلہ کے یہاں معنی ''پوتا'' کی بجائے ''زائد انعام'' کے ہیں اُس پوتے کو فوت کر لیا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے۔وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا۔(بنی اسرائیل:۸۰) اور رات کو بھی تو اِس (قرآن) کے ذریعہ سے کچھ سو لینے کے بعد شب بیداری کیا کر، جو تجھ پر ایک زائد انعام ہے۔عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

اسی طرح زکی غلام سے متعلقہ آخری بشارت جو کہ ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوئی تھی اس میں ایک بشارت میں غلام کو یحییٰ کا نام بھی دیا گیا ہے۔یہ یحییٰ بھی وہی زکی غلام ہے۔مثلاً ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ۔''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔'' اب یحییٰ کے لفظی معنی ہمیشہ زندہ رہنے والے کے ہوتے ہیں۔اور سخت ذہین وفہیم ہونا اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیے جانے کے الفاظ دراصل لفظ یحییٰ کے قائم مقام ہیں۔کیونکہ جو شخص علم کو زندہ رکھتا ہے علم اُسے زندہ رکھتا ہے۔علم کو زندہ کرنے والا خود زندہ ہو جاتا ہے اور لفظ یحییٰ کے بھی یہی معنی ہیں ''ہمیشہ زندہ رہنے والا''۔

(۴) اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام پر جو گیارہ (۱۱) دفعہ غلام کی بشارتیں نازل ہوئی تھیں۔یہ سب بشارتیں نہ تو صلبی لڑکوں کے متعلق تھیں اور نہ ہی ان بشارتوں میں گیارہ (۱۱) مختلف غلاموں کی بشاتیں دی گئی تھیں بلکہ یہ سب بشارتیں ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی میں وعدہ دیئے گئے زکی غلام کے متعلق تھیں جس نے اپنی آخری بشارت یعنی ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔مکرر عرض کرتا ہوں کہ اس زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے لڑکے کی طرح (وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا) اپنے برگزیدہ مہدی ومسیح موعود علیہ السلام سے کوئی قطعی وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ اس زکی غلام کو کہاں پیدا فرمائے گا۔؟ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد اِس زکی غلام کو حضورؑ کی صلب یعنی ابنائے فارس میں بھی پیدا فرما سکتا تھا لیکن اب اُس نے اِس موعود زکی غلام یعنی اس عاجز کو اپنے برگزیدہ بندے کی روحانی اولاد یعنی جماعت میں پیدا فرما کر اپنا فیصلہ صادر فرما دیا ہے کہ اُس نے اِسے کہاں پیدا فرمانا تھا۔؟ ؎ مجھے حسرت ہے کہ کوئی پیار سے دیکھے مجھ کو پھول تنہا کسی صحرا میں کھلا ہوں یارب

(۵) خاکسار انتہائی اختصار کیساتھ آپ سے گذارش کرتا ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دو(۲) وجودوں کی بشارت بخشی گئی ہے۔(۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔لڑکے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں وضاحت فرمادی تھی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا'' اور اس طرح اس موعود لڑکے نے تو بہر حال حضرت مرزا صاحبؑ کے گھر میں پیدا ہونا تھا خواہ وہ نو(۹) سالہ معیاد کے اندر پیدا ہوتا یا نو(۹) سال کے بعد۔واضح ہو کہ یہ موعود لڑکا مورخہ ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کو بشیر احمد اوّل کے رنگ میں حضورؑ کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کو حضورؑ کے گھر میں پندرہ (۱۵) ماہ بطور مہمان رکھ کر مورخہ ۴۔نومبر ۱۸۸۸ء کو اپنی طرف اُٹھا لیا اور آگے اُسکے مثیل کی بشارت دے دی۔اور پھر یہ مثیل مرزا بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں پیدا ہو کر موعود لڑکے سے متعلقہ ضمنی الہامی پیشگوئی کا مصداق بنا۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا اصل مصداق زکی غلام تھا اور اُسے ہی حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔اگرچہ ملہم نے زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اسے اپنا جسمانی لڑکا خیال کیا تھا لیکن یہ حضورؑ کا اجتہادی خیال تھا۔اور جب ہم زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات (جو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے بھی پہلے یعنی ۱۸۸۱ء سے شروع ہو کر مسلسل حضورؑ کی وفات کے قریب یعنی ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک آپؑ پر نازل ہوتے رہے) کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موعود زکی غلام کو حضورؑ کے گھر میں بطور جسمانی لڑکا پیدا ہی نہیں کیا۔اس سے ثابت ہوا کہ زکی غلام آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونے والا حضورؑ کا کوئی روحانی فرزند تھا۔ یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کا کوئی بھی لڑکا زکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں ہوسکتا لہٰذا خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط تھا۔اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ موعود لڑکا ہونے تک محدود رکھتے تو اُن کا دعویٰ درست ہوتا لیکن اُنہوں نے الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں موعود لڑکا سے متعلقہ ضمنی الہامی پیشگوئی سے تجاوز کر کے مصلح موعود یعنی موعود زکی غلام ہونے کا دعویٰ کر دیا جو کہ قطعی طور پر قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق حضورؑ کے مبشر الہامات کے خلاف ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔''یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۹۱)

یہ بھی واضح رہے کہ حضورؑ کو اپنے الہامی کلام پر اِسکے کلام اللہ ہونے کے ضمن میں اتنا ہی یقین تھا جتنا آپ کو قرآن کریم کی وحی کے بارے میں یقین تھا۔آپ اپنی وحی کے متعلق فرماتے ہیں:۔''وإنْ كـان الامر خلاف ذالك عليٰ فرض المحالِ فنبذنا كله من ايدينا كالمتاع الردّى و مادةِ السعال۔'' (روحانی خزائن جلد ۵، آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

برادر محترم۔ہمارے کسی بھی متنازعہ دینی اَمر کے فیصلہ کیلئے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن کریم ہے۔مزید برآں ہم سب اُن خوش نصیبوں میں بھی شامل ہیں جنہیں مثیل مصطفٰے اور اُمتی نبی اور مجدد اَلف آخر پر ایمان لانے کی توفیق ملی ہے۔اور ہمارے اس ایمان لانے کا مطلب ہے کہ ہم بشمول ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی اُن تمام مبشر الہامات پر بھی ایمان لائے ہیں جو حضورؑ پر نازل ہوئے۔اب الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کے سلسلہ میں یہ تمام مبشر الہامات بھی قرآن کریم کی طرح معیار ہیں جو اِس ضمن میں حضورؑ پر نازل ہوئے تھے۔اب اِن دونوں معیاروں (قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات) کے مطابق اور انکی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی لڑکا الہامی پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام) کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتا لہٰذا اِن دونوں معیاروں کی رُو سے ثابت ہوا کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور غلط تھا اور وہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام) کے مصداق نہیں تھے۔اب میری آپ سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ آپ قرآن کریم اور زکی غلام کے بارے میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہونیوالے مبشر الہامات کے اس فیصلے کو قبول فرما کر کیا پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اپنے عقیدے پر نظر ثانی کرو گے۔؟؟؟؟

آیت استخلاف کی حقیقت۔اللہ تعالیٰ سورۃ نور میں فرماتا ہے۔''وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۔'' (نور۔۵۶) اللہ (تعالیٰ) نے تم سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔اور جو دین اس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے وہ اُن کیلئے اِسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُنکی خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کیلئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اِسکے بعد بھی انکار کریں گے وہ فاسقوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

برادر محترم۔اللہ تعالیٰ نے جس طرح کی خلافت اُمت موسویہ کو عطا فرمائی تھی اس آیت میں اسی طرح کی خلافت کا امت محمدیہ سے بھی وعدہ فرمایا گیا ہے۔اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے اِسکے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱)''افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو اِستخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے

لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جوظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔'' (شہادت القرآن ۱۸۹۳ء۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

(۲)''خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو انکی جگہ آتے ہیں اُن کو خلیفہ کہتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

(۳)''اور منجملہ دلائل قویہ قطعیہ کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو مسیح موعود اسی اُمت محمدیہ میں سے ہو گا قرآن شریف کی یہ آیت ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُو االصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِم الخ یعنی خدا تعالیٰ نے اِن لوگوں کیلئے جو ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وعدہ فرمایا ہے۔ جو ان کو زمین پر اُنہی خلیفوں کی مانند جو اُن سے پہلے گزر چکے ہیں خلیفے مقرر فرمائیگا۔اس آیت میں پہلے خلیفوں سے مراد حضرت موسیٰ کی اُمت میں سے خلیفے ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو قائم کرنے کیلئے پے درپے بھیجا تھا۔اور خاص کر کسی صدی کو ایسے خلیفوں سے جو دین موسوی کے مجدد تھے خالی نہیں جانے دیا تھا۔'' (تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۳)

(۴)''یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص اِن کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔'' (شہادت القرآن ۱۸۹۳ء۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

متذکرہ بالا آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے اِس کی بالعموم تین اقسام ہیں۔(۱) خلافت نبوت (۲) خلافت علیٰ منہاج نبوت یا الہامی خلافت (۳) انتخابی یا انتظامی خلافت

خلافت نبوت انبیاء والی خلافت ہے جو اللہ تعالیٰ براہ راست نبیوں کو عنایت فرماتا ہے۔آنحضرت ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو یہ خلافت عطا فرمائی ہے۔دوسری قسم کی خلافت، خلافت علیٰ منہاج نبوت یا الہامی خلافت ہے۔آنحضرت ﷺ کے بعد جتنے بھی مجددین یا محدثین تشریف لائے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے خلافت علیٰ منہاج نبوت یعنی الہامی خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔یہ لوگ نبی نہیں تھے البتہ اِن کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی مانند براہ راست خلعت خلافت سے نوازا۔یہ سب بزرگ صاحب وحی والہام تھے۔خلافت کی تیسری قسم انتخابی یا انتظامی خلافت ہے۔انبیاءؑ کے بعد جو لوگ بذریعہ انتخاب اُنکے جانشین بنتے ہیں وہ انتخابی یا انتظامی خلفاء کہلاتے ہیں۔یہ لوگ نبی کے نقش قدم پر چلتے اور باقی لوگوں کو بھی چلاتے ہیں۔نبی کی تعلیم کو قائم کرتے ہیں اور انتظامی اموروغیرہ بھی سرانجام دیتے ہیں۔آنحضرت ﷺ کے بعد خلفائے راشدین،انتخابی خلافت کی مثالیں ہیں۔

واضح رہے کہ سورہ نور کی آیت نمبر ۵۶ جس کو آیت اِستخلاف کہا جاتا ہے

(۱)حضورؑ نے اس آیت کو درجنوں جگہ پر صرف اور صرف انبیاء اور مجددین پر منطبق کیا ہے جیسا کہ درج بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے لیکن ایک آدھ جگہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نام لے کر خلفائے راشدین پر بھی چسپاں کردیا ہے۔اب سوال ہے کہ جس مفہوم (مجددین) میں حضورؑ نے اس آیت کو کثرت کیساتھ استعمال فرمایا ہے اُسے تو نظرانداز کردینا اور جس مفہوم (خلیفہ راشد) میں صرف ایک آدھ جگہ استعمال فرمایا ہو اِسی مفہوم میں اس آیت کو منطبق کرتے پھرنا کہاں کا انصاف اور دیانتداری ہے؟

(۲)انبیاء کے بعد بعض لوگ اپنی چالاکی کیساتھ اَنبیاء کے جانشین بن بیٹھتے ہیں۔حالانکہ وہ جانشین نہیں ہوتے بلکہ ملوک اور بادشاہ ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو کہلواتے خلیفہ ہی ہیں۔اب سوال ہے کہ کیا خلیفہ کہلوانے سے کوئی خلیفہ راشد ہوجایا کرتا ہے۔ہرگز نہیں۔مثلاً خلفائے راشدین (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ) کے علاوہ اموی اور عباسی بھی اپنے آپ کو خلفاء ہی کہلوایا کرتے تھے۔اب حضورؑ کے درج بالا فرمان کے مطابق یہ آیت ملوکوں اور بادشاہوں پر ہرگز منطبق نہیں ہوسکتی۔اب کون خلیفہ راشد ہے اور کون ملوک ہے۔اس کی خبر تو رویوں سے ملتی ہے۔جہاں تک انبیاء اور مجددین کا تعلق ہے تو یہ لوگ براہِ راست رُوح القدس پاکر کھڑے ہوتے ہیں اور بطور خاص آیت اِستخلاف اِنہی وجودوں پر منطبق ہوتی ہے۔

قدرت ثانیہ سے کیا مراد ہے۔؟ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ لسلام نے اپنی وفات سے پہلے رسالہ ''الوصیت'' میں فرمایا تھا۔

''اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں (ژ) خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اِن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔اِن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو۔مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام

کرو۔‘‘(روحانی خزائن جلد۲۰صفحہ۳۰۶۔۳۰۷)

(ژ)ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لیے نمونہ بناوے۔خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اُسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔سو ان دنوں کے منتظر رہو۔اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے۔جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔‘‘(روحانی خزائن جلد۲۰صفحہ۳۰۶۔۳۰۷ حاشیہ)

حضور علیہ السلام کے درج بالا اقتباس میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ملتا ہے۔

(۱)وہ لوگ جو حضورؑ کے معاًبعد بطور امام یا امیر کی حیثیت میں جماعت کا نظم و نسق چلائیں گے۔

(۲)وہ جو رُوح القدس پا کر کھڑا ہوگا یعنی موعود ذکی غلام مسیح الزماں۔

اب سوال ہے کہ حضورؑ نے اپنی وصیت میں جس قدرت ثانیہ کا ذکر فرمایا ہے۔اس سے مراد کون ہے؟ کیا یہ امام ہیں جنہیں چالیس مومنوں نے منتخب کرنا تھا یا کہ وہ جو حضورؑ کے بعد رُوح القدس پا کر کھڑا ہونیوالا ہے؟ واضح رہے کہ حضورؑ کی ہدایت کے مطابق احمدیت میں حضورؑ کے بعد رُوح القدس پا کر کھڑا ہونیوالا ہی قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر ہے اور حضورؑ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ اور بشمول اہل بیعت سارے جید اصحاب احمدؑ اور ساری جماعت کا یہی عقیدہ تھا۔اب کوئی سوال کرسکتا ہے کہ میرے اس مؤقف کا ثبوت کیا ہے۔؟ جواباً عرض ہے کہ اس کا ثبوت درج ذیل ہے۔اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ حوالہ تاریخ اسلام،تاریخ عیسائیت یا یہودیوں کی تاریخ کا نہیں ہے بلکہ تاریخ احمدیت کا ہے جس کی تدوین خلیفہ ثانی صاحب کی زیرنگرانی ہوتی رہی ہے۔سچ ہے کہ’’دروغ گورا حافظہ نباشد‘‘۔

’’قدرتِ ثانیہ کیلئے اِجتماعی دعا:۔حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکھٹے ہو کر اِجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔چنانچہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔چنانچہ اُنہوں نے اِسکی تعمیل میں اعلان شائع کردیا۔قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اِجتماعی دعا کراتے رہے۔‘‘(تاریخ احمدیت جلد۳صفحہ۲۱۲)

اَمر واقع یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود ذکی غلام کو ہی قدرتِ ثانیہ کا مصداق سمجھتے تھے جس نے بعد از اں روح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا۔احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے اِس پہلے مظہر کو حضورؑ نے’’مصلح موعودؑ‘‘کا نام دیا تھا اور خلیفہ اوّلؓ بھی اُسے مجدد سمجھتے تھے۔ اگر اِنتخابی خلافت حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی نظر میں قدرتِ ثانیہ ہوتی تو آپؓ ضرور حضرت میر ناصر نواب سے یہ ارشاد فرماتے کہ قدرتِ ثانیہ تو مجسم رنگ میں خلیفۃ المسیح اوّل کی صورت میں آپکے سامنے موجود ہے اور اب آپ کس قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں کرنا اور کروانا چاہتے ہیں۔؟ لیکن آپؓ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپؓ بذاتِ خود بھی جماعت کے ساتھ مل کر قدرتِ ثانیہ کے نزول کے لیے دعائیں کرتے رہے۔محترم جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے کے برادر اکبر مکرم ماسٹر نواب الدین صاحب مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا قرآن کریم کا درس با قاعدگی کیساتھ نوٹ کیا کرتے تھے۔ذیل کے الفاظ حضرت کے درس فرمودہ یکم دسمبر۱۹۱۲ء سے لیے گئے ہیں۔مکرم ماسٹر صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کے درس میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے فرمایا تھا:۔

’’تیس برس کے بعد اِنشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔‘‘(حیات نور صفحہ۶۴۰ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّلؓ قطعی طور پر احمدیہ اِنتخابی خلافت کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن اِلہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرتِ ثانیہ سمجھتے تھے۔یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اِجتہاد تھا۔جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل ذکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے اُمت محمدیہ میں آنے والے مجددین کی طرح آئندہ پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

ایک اور خواب کا ذکر۔ ولا المھدی الا عیسی بن مریم۔ترجمہ۔اور نہیں مہدی مگر عیسیٰ ابن مریم۔اس حدیث کے مطابق جماعت احمدیہ میں یہ عقیدہ اختیار کیا گیا ہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ مہدی اور عیسیٰ دونوں تھے اور اب آپکے بعد کسی عیسیٰ نے نہیں آنا۔حالانکہ خاکسار نے اِلٰہی علم کی روشنی میں دلائل کیساتھ اپنی کتاب اور اپنے دیگر مضامین میں لکھا ہے کہ یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ضرور عیسیٰ تھے لیکن اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ اب آپکے بعد کوئی موعود عیسیٰ نہیں ہے۔خاکسار یہاں تفصیل کو

چھوڑتے ہوئے مختصراً عرض کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

(۱)''عَنِ ابنِ عَبَّاس رَضِيَ اللّٰہ عَنہُ مَرفُوعًاقَالَ لَن تَھلُكَ اُمَّةٌ'' اَنَا فِی اَوَّ لِھَا وَعِیسیٰ بنُ مَریَمَ فِی اٰخِرِھَا وَالمِھدِیُ وَسطِھَا۔ ''(کنزالعمال ۲/۱۸۷۔جامع الصغیر ۲/۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

(۲)''عَنْ جَعفَرٍؓ عَنْ اَبِیهِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اَبشِرُوااَبشِرُوا۔۔۔کَیفَ تَھلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَالمَھدِیُّ وَسْطُھَا وَالمَسِیحُ اٰخِرُھَا وَلٰكِن بَینَ ذَالِكَ فَیجٌ اَعوَجُ لَیسُوامِنِّی وَلَااَنَا مِنھُم۔ رواہ رزین۔'' (مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) ترجمہ۔جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔۔۔۔وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں، میں ہوں، مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اسی طرح محمدی مریم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

(۱)''اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

(۲)اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو بشارت دیتے ہوئے اِلہاماً فرمایا تھا۔ زدرگاہِ خدا مردے بصد اعزازمی آید مبارک بادت اے مریم کہ عیسیٰ بازمی آید
ترجمہ۔خدا کی درگاہ سے ایک مرد بڑے اعزاز کیساتھ آتا ہے۔اے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ دوبارہ آتا ہے (تذکرہ صفحہ ۶۸۴)

اب درج بالا احادیث مبارکہ کے مطابق مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم دونوں الگ الگ وجود ہیں اور ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیا گیا زکی غلام اور محمدی مریم کو بشارت دیا گیا عیسیٰ وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس کے بارے میں آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ آخر میں آئے گا۔لیکن جماعت احمدیہ کے خلفاء اور علماء یہ حقیقت ماننے کیلئے تیار نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم دو (۲) الگ الگ وجود ہیں۔واضح رہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ کے بعد یہ ایک نئی بدعت ہے جسے جماعت احمدیہ میں اختراع کرنے کے بعد رواج دیا گیا ہے۔جلسہ سالانہ انگلستان کے دوسرے روز یعنی ۲۳۔جولائی ۲۰۱۱ء کے دن جناب مرزا مسرور احمد صاحب احمدیوں کی خوابیں سنا رہے تھے اور اِن میں اُنہوں نے اُردن کے ایک نئے احمدی عبدالحمید صاحب کی یہ خواب بھی سنائی۔''خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد میں تین بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔درمیان والے نے اپنا تعارف کروایا کہ میں محمد ﷺ ہوں۔دوسرے دونوں کے بارے میں بتایا کہ ایک حضرت مسیح موعود ہیں اور ایک عیسیٰ۔اِن میں سے حضرت مسیح موعود کی شکل وہی تھی جو ایم ٹی اے پر نظر آتی تھی۔'' (خطاب کے بہترویں (۷۲) منٹ کے بعد اس خواب کا ذکر ہوتا ہے)

برادرم محترم۔جناب مرزا مسرور احمد صاحب نے جو عبدالحمید صاحب کی خواب سنائی ہے وہ آپ نے بھی سنی ہوگی۔عبدالحمید صاحب جس نے احمدیت قبول کی ہے یقیناً وہ نیک ،متقی اور صالح فطرت اِنسان ہوگا اور پھر ایسے نیک انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو خواب دکھائی ہے وہ خواب بھی یقیناً سچی ہوگی۔اب سوال ہے کہ اگر جماعتی مؤقف کے مطابق حضرت بانئے جماعت ہی مہدی اور عیسیٰ تھے اور آپکے بعد کسی مسیح عیسیٰ ابن مریم نے نزول نہیں فرمانا تو عبدالحمید صاحب کی خواب میں جو اُسے آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کیساتھ عیسیٰ دکھایا گیا ہے تو پھر وہ عیسیٰ کون ہے؟ جواباً عرض ہے کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں جس کی آنحضرت ﷺ نے اُمت کے آخر میں نازل ہونے کی خبر فرمائی تھی۔یہ وہی زکی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم (مصلح موعود) ہے جس کی محمدی مریم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو بشارت دی گئی تھی جس کا درج بالا سطور میں ذکر ہو چکا ہے۔

برادرم محترم۔یہ بات بھی یادر ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادی نہیں تھی جتنی کہ یہ جماعت احمدیہ میں سمجھ لی گئی ہے۔جب آنحضور ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اس میں یہود و نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔اور جو پیشگوئی آپ ﷺ نے اپنے روحانی فرزند (حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اس میں بھی مسلمانوں کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی تھی؟ میں اپنی تحقیق اور اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کی روشنی میں آپ سب سے واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود (زکی غلام) نہیں تھے اور اُن کا دعویٰ مصلح موعود یا تو غلط فہمی پر مبنی تھا اور یا پھر روحانی کی بجائے ایک سیاسی دعویٰ تھا۔اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے خلاف اُنہیں مصلح موعود بنا ہی نہیں سکتا تھا؟ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے اور ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بارہا فرمایا ہے کہ ایسی پیشگوئیاں یُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّيَهدِي بِهٖ كَثِيرًا (البقرہ۔ ۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق آپؑ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

(۱)''دراصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیاء علیہ السلام اور دوسرے ملہمین پر ایسے اُمور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اِسرار اِستعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیاء علیہ السلام اِن کو اِسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یا دیکھتے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اِسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اِلہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام اِستعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض اِبتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اِشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اِسرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر اُن کو اِن اسرار کے اَفشاء سے منع کیا جائے۔ بہر حال یہ اُمور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔'' (ایام الصلح (۱۸۹۸ء)/ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۶)

(۲)''ایسا ہی آپ (ﷺ) نے اُمت کے سمجھانے کے لیے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔ اب کیا یہ تعلیم نبوی کافی نہیں اور کیا یہ تعلیم با آواز بلند نہیں بتلا رہی کہ پیشگوئیوں پر اجمالی طور پر اِیمان لاؤ اور اُن کی اصل حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اُمت محمدیہ میں تفرقہ مت ڈالو اور تقویٰ کا طریق اختیار کرلو۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۳)''صوم اور صلوٰۃ کی طرح پیشگوئی کو بھی ایک حقیقت منکشفہ سمجھنا بڑی غلطی اور بڑا بھاری دھوکہ ہے۔ یہ احکام تو وہ ہیں جو آنخضرت ﷺ نے کر کے دکھلا دیئے اور بکلی اِن کا پردہ اُٹھا دیا۔ مگر کیا اِن پیشگوئیوں کے حق میں بھی آنخضرت ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ یہ من کل الوجوہ مکشوف ہیں اور اِن میں کوئی ایسی حقیقت اور کیفیت مخفی نہیں جو ظہور کے وقت سمجھ آ سکے۔ اگر کوئی حدیث صحیح موجود ہے تو کیوں پیش نہیں کی جاتی۔ آپ لوگ ہمارے نبی کریم ﷺ سے زیادہ علم و فراست نہیں رکھتے۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۴)''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اِن سب میں ایک قسم کی آزمائش اِرادہ کی گئی ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔''
(ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۷)

اب سوال یہ ہے کہ پیشگوئیوں کے متعلق حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی اِتنی واضح اور غیر مبہم تعلیم کے باوجود کیا وجہ ہے کہ جماعت کی تیسری چوتھی اور پانچویں خلافت جماعت کے قریب قریب سب عالم فاضل مربی قاضی اور بڑے بڑے عہدیداران اپنے قول و فعل اور تحریر و تقریر میں بیک زبان ہیں کہ خواہ کچھ بھی ہو خلیفہ ثانی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔؟ وہی مصلح موعود اور وہی پیشگوئی کی تمام علامتوں کے مصداق ہیں۔ اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اُن کا دعویٰ جھوٹا اور اُن کا اِجتہاد خطا جائے۔ (((گویا بالفاظ دیگر ہم خلیفہ ثانی کا مقام و مرتبہ بلا سوچے سمجھے حضرت بانئے جماعتؑ سے بھی بہت اُونچا لے جا رہے ہیں۔))) اگر ہم عقیدت میں ایسی باتیں سوچتے اور کہتے ہیں کہ وہ بانئے سلسلہ کے صاحبزادے تھے۔ جماعت کے خلیفہ ثانی تھے۔ اور اِس کے علاوہ بھی بہت ساری (متنازعہ یا غیر متنازعہ) دوسری مثبت باتیں اور کام اُنکے کریڈٹ پر ہیں تو اِس میں اچنبھے یا حیرانگی کی کوئی بات نہیں۔ بلکہ اِسے ایک فطری رویۂ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ محبت اور عقیدت کے جذبات میں بہت سارے عنوانات بدل جاتے ہیں بہت کچھ اُلٹ پُلٹ ہو جاتا ہے مونث مذکر اور مذکر مونث بن جاتا ہے۔ جیسے لیلیٰ نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے۔ گویا یہ کوئی ایسی اَنہونی بات نہیں۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ کل تک خاکسار بھی اِنہی رویوں کا اِسیر رہا ہے۔ بلکہ شاید ساری جماعت رہی ہے۔ جس طرح مسیح موعود کی پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمدؑ پر کھلی تھی آج جب اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مذکورہ پیشگوئی کی حقیقت اِس عاجز پر کھولی ہے تو اِس میں حیران پریشان ہونے اور سٹپٹانے کی کونسی بات ہے۔؟ یہ تو ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ (جمعہ:۵) والا مضمون ہے۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں۔؟ اگر وہ کسی ''غیر عجمی'' پر اپنا فضل کرے تو ماشاء اللہ۔ سبحان اللہ۔ اور اگر ''عجمی'' پر کرے تو نعوذ باللہ۔ لعنت اللہ۔ یہ کونسا دینی رویۂ ہے۔؟ خاکسار اور خلیفہ ثانی کے موازنے کے وقت اِس بنیادی فرق کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ خلیفہ ثانی نے (گھر کے بھیدی کے طور پر) پیشگوئی مصلح موعود کو خود ہی کھولا اور خود ہی اِسے اپنے اُوپر چسپاں کر لیا۔ جبکہ خاکسار نے اِسے کھولا نہیں بلکہ وہ میرے پر کھولی گئی ہے۔ اور اِس میں میری اِستعدادوں کا بھی دخل نہیں اور نہ ہی میں کبھی اِس راہ کا مسافر رہا ہوں۔ اِسکے باوجود ہمارا نظام جماعت خاکسار کو تو سزا کا مستوجب گردانتا ہے مگر خلیفہ ثانی کو جزا کا۔ سُنت اللہ کیا ہے۔؟ یہ آپ خود سوچیں۔۔۔ پیشگوئیوں کے ضمن میں آپ نے بانئے سلسلہ کا نقطہ نظر پڑھا ہے۔ آنحضور ﷺ کا فرمان بھی آپکے سامنے ہے۔ زمانے اور جماعت کے حالات سے بھی آپ بے خبر نہیں تو پھر سوچنے کی بات ہے وہ کونسی چیز ہے جو آپ سب کو اِس راہ پر آگے بڑھنے سے روک رہی ہے۔؟ غور و فکر اور تدبّر سے منع کرتی ہے۔؟ ''اَلباب'' کی صف میں شامل نہیں ہونے دیتی۔؟ ہر شخص اپنی وجوہ پر خود غور کرے۔ میں یہاں صرف یہ سوال اُٹھانا چاہوں گا کہ اگر ہم نے اپنا سارا سفرِ حیات دینی قدروں اور روحانیت کے زیر اثر طے کیا ہوتا تو کیا تب بھی ہم ڈرے ڈرے اور سہمے سہمے سے نظر آتے۔؟ آخر یہ ڈر خوف کس کا ہے۔؟ اگر خدا کا ہے تو پھر خاکسار بھی تو اُسی کا بندہ ہے، میرے معاملہ میں اتنی بیبا کی کیوں۔؟ یہ سوال بھی آپکی توجہ کا طالب ہے۔

برادرم محترم ۔اللہ تعالیٰ بہت ساری غیب کی باتیں سچی خوابوں کے ذریعے اپنے بعض بندوں پر ظاہر فرما دیتا ہے۔خاکسار کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں پیس وِلج (peace village) کے رہنے والے ایک انتہائی مخلص احمدی سید مولود احمد صاحب کی خواب آپکے آگے رکھتا ہے۔سید مولود احمد صاحب نہ صرف آپکے دوست بلکہ آپ کی جماعت کے ممبر اور آپکے ہم شہری بھی ہیں۔اُنھوں نے اپنے طور پر تقویٰ اور غیر جانبداری کیساتھ میری ویب سائٹ پر میرے مضامین کا مطالعہ کیا تھا اور پھر کم وبیش آٹھ یا نو ماہ پہلے میرے ساتھ بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کر کے مجھ سے کچھ سوالات پوچھے تھے۔خاکسار نے اِنکے ہر سوال کا جواب دیا اور اِنہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے سارے سوال ختم ہو گئے ہیں۔اور اب میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے گھر میں جا کر اپنی راہنمائی کیلئے دعا کرنا چاہتا ہوں۔خاکسار نے اِنہیں کہا تھا کہ اگر ممکن ہو تو آپ ضرور اللہ تعالیٰ کے گھر میں جا کر اللہ تعالیٰ سے میرے متعلق پوچھیں۔آپ کو علم ہے کہ پھر سید صاحب عمرہ کرنے کیلئے گئے اور پھر اِنکے بقول۔۔۔

’’خاکسار نے جب تمام دلائل اور Research سے جناب عبدالغفار صاحب کو سچا پایا تو خدا کے خوف اور انتہائی ڈر سے خدا کے گھر اور اُسکے محبوب اور میرے سیّد و مولا حضرت محمد ﷺ کے دیار پر دعائیں مانگ کر سچائی اور خدا کے حضور سرخرو ہونے کا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔چنانچہ محض اس غرض سے عمرہ کیلئے گیا اور جو لطف اور کرم میرے مالک نے مجھ پر کیے اِن کا ذکر الفاظ میں کرنے میں طاقت نہیں پاتا۔یہ زندگی میں ایک بے حد لطیف اور عجیب تجربہ تھا جو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔خاکسار نے شاید ہی کوئی ایسا سجدہ کیا ہو جس میں خدا سے یہ نہ درخواست کی ہو کہ اے خدا مجھے بے حد کھلے کھلے طریق پر بتا کہ کیا عبدالغفار صاحب تیرے محبوبوں میں سے ہیں یا کہ شیطانی بندہ ہے اور لوگوں کو بُرے راستے پر چلا رہا ہے۔میں آپ سب لوگوں کو خدا کی قسم کھا کر جسکے قبضہ ٔ قدرت میں میری ہر سانس ہے بتاتا ہوں کہ ایک رات خواب دیکھتا ہوں کہ میں ایک ایسی جگہ پر کھڑا ہوں جہاں نور ہی نور ہے اور میرے سامنے کافی مینار ہیں۔(تقریباً چار سے چھ کے درمیان) مگر تمام مینار روشنی سے محروم اور محض عکس کی طرح ہیں مگر میرے سامنے اور سب سے قریب مینار جو کہ میرے سامنے ہے اور انتہائی خوبصورت اور روشن ہے۔ایسا مینار میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔اِنتہائی خوبصورت اور روشن ہے۔جب میں اِسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوں تو بے حد حیران مگر شادمانی کی حالت میں ہوتا ہوں۔جب میں اس مینار کے اوپر کے حصہ کو دیکھتا ہوں تو حیرانگی کی حد نہیں رہی کیونکہ دیکھتا ہوں کہ مینار کے اوپر لکھا ہوتا ہے(صرف دو الفاظ)’’عبدالغفار‘‘!یہ اِنتہائی خوبصورت رسم الخط جو کہ عربی کا معلوم ہوتا ہے میں لکھا ہوتا ہے۔اِس کے بعد مجھے خدا کے کلام قرآن کریم کی سورۃ آل عمران کی آیات ۱۸۲اور۱۸۳ مجھے پڑھائی جاتی ہیں۔اور پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے۔یہ خواب اپریل ۲۰۱۱ء کا ہے۔خاکسار اپنے آپ کو بے حد کمزور اور اُمی سمجھتا ہے۔اللہ کے خوف اور محض تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ بیان کر رہا ہوں۔مجھے کوئی شہرت اور دنیاوی شان و شوکت یا پیری مریدی کا کوئی شوق نہیں۔بلکہ یہ خواب اور کچھ اور رؤیائے صادقہ میرے پاس امانت تھے جو آپکی نظر کر کے خدا کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچنے کی کوشش کی ہے۔اور حدیث بھی ہے کہ ’’الساکت عن الحق شیطان اخرس‘‘۔میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خواب اور دوسرے تمام خواب خدا کے گھر اور دیارِ حبیب پر دعاؤں کے بعد نظر آئے ایک ایک لفظ درست آپکے سامنے بیان کر چکا ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے پیارے مہدیؑ کے زکی غلام اور اِس صدی کے مجدد کو پہچاننے کی طاقت دے اور آپ سب کا مددگار ہو۔تمام افرادِ جماعت اور میرے گھر والے اور تمام دوست بھی مجھے چھوڑ جائیں مگر پھر بھی مجھے پرواہ نہیں۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۔‘‘

برادرم محترم ۔پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے متعلق اتنے بڑے انکشاف کے بعد اب آپکی خاموشی چہ معنی دارد۔؟؟؟ اگر اُمتِ محمدیہ میں مسیح موعود سے متعلقہ پیشگوئی کے بارے میں ازسرِ نو غور و فکر ہو سکتا ہے تو پھر جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں ازسرِ نو غور و فکر کیوں نہیں ہو سکتا۔؟ اگر آپ کو اخراج، مقاطعہ یا اپنے عہدے (عزت) سے محروم ہونے کا ڈر ہے۔۔۔تو پھر بقول حضرت مہدی و مسیح موعودؑ !’’سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔۔۔۔دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اُسکی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔۔۔وہ جو اُس کیلئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائیگا۔وہ جو اُس کیلئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔۔۔۔ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔۔۔۔اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دیگا۔سو تم اُس کو مت چھوڑو۔اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کیے جاؤ۔سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُسکی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔‘‘(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحات ۱۱ تا ۱۵)

مکرم ومحترم جناب صدیقی صاحب۔ جب بھی اللہ تعالیٰ اِنسانوں کی اصلاح کیلئے کسی قوم یا جماعت میں اپنا کوئی مرسل بھیجتا ہے تو اُس مرسل کو قوم میں ہمیشہ تین قسم کے

لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔(۱) پہلی قسم اُن لوگوں کی ہوتی ہے جو اپنے دنیوی مفاد کیلئے قوم یا جماعت میں غلط عقائد گھڑ کر خود بھی اور قوم کو بھی اِن عقائد کا پیروکار بنا لیتے ہیں۔اور یہ لوگ ہرگز پسند نہیں کرتے کہ اُنکے خودساختہ عقائد اور بت پرستی کی اصلاح ہو کیونکہ اِن عقائد کیساتھ اُنکے دنیاوی مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مرسل اصلاح کیلئے آتا ہے تو یہ طبقہ اُس کا سب سے زیادہ مخالف ہوتا ہے۔حتیٰ کہ یہ طبقہ مرسل کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتا (۲) دوسری قسم عام اِنسانوں کی ہوتی ہے جنکے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اِنْ ھُمْ اِلَّا کَا لْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا (فرقان۔۴۵) وہ تو فقط جانوروں کی طرح ہوتے ہیں، بلکہ رویّہ کے لحاظ سے اِن سے بھی بدتر۔ اِس قسم کے اِنسانوں پر نہ کسی سچائی کا اثر ہوتا ہے اور نہ ہی یہ جھوٹ سے بیزار ہوتے ہیں۔یہ بھی اپنے دنیاوی مفادات کے اُسیر ہوتے ہیں۔اگر آپ بنظرِ غور دیکھیں تو آج احمدیوں کی اکثریت اسی طبقہ پر مشتمل ہے۔جب بھی اللہ تعالیٰ بغرض اصلاح اپنے کسی مرسل کو بھیجتا ہے تو یہ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی لیڈرشپ کا جھگڑا ہے جو کہ مرسل اور ہمارے راہنماؤں کے درمیان ہے اور ہمارا اس جھگڑے سے کیا تعلق؟ (۳) تیسری قسم اِن لوگوں کی ہوتی ہے جو سلیم الفطرت، متقی، صاحب فہم، صاحب اثر اور صاحب رائے ہوتے ہیں۔ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے راہنما غلطی خوردہ ہیں اور جھوٹ کی پیروی کررہے ہیں۔یہ لوگ تعداد میں قلیل ہوتے ہیں۔جب مرسل آتا ہے تو یہ لوگ اُسکی بات کو توجہ کیساتھ سنتے ہیں اور اکثر اُسکی ہدایت میں شامل ہوجاتے ہیں۔کسی بھی زمانے میں اِلٰہی مرسل کو ایسے ہی متقی، صاحب اثر اور صاحب رائے لوگوں سے مدد ملتی ہے اور پھر اِن کو دیکھ کر آہستہ آہستہ عام لوگ بھی اِلٰہی گروہ میں شامل ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔جس سے حزب اللہ طاقتور ہونا شروع ہوجاتا ہے اور حزب الشیطان کمزور۔آنحضرتﷺ جو رحمت العالمین ہیں۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کیلئے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ یہود و نصاریٰ کے موعود نبی بھی تھے۔آپﷺ فرماتے ہیں 'لَوْاٰمَنَ بِیْ عَشَرَۃٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ لَاٰمَنَ بِیْ الْیَھُوْدُ' (بخاری) یعنی کاش مجھ پر دس یہودیوں کو ہی ایمان لانے کی توفیق مل جاتی تو اس سے اکثر یہودیوں کو ایمان لانے کا موقع مل جاتا اور اُن کیلئے بھی ہدایت کا راستہ کھل جاتا۔

آنحضرتﷺ جو رحمت العالمین ہیں۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کیلئے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ یہود و نصاریٰ کے موعود نبی بھی تھے۔آپﷺ فرماتے ہیں ''لَوْاٰمَنَ بِیْ عَشَرَۃٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ لَاٰمَنَ بِیْ الْیَھُوْدُ' (بخاری) یعنی کاش مجھ پر دس یہودیوں کو ہی ایمان لانے کی توفیق مل جاتی تو اس سے اکثر یہودیوں کو ایمان لانے کا موقع مل جاتا اور اُن کیلئے بھی ہدایت کا راستہ کھل جاتا۔ برادرِ محترم۔اگر آپ صدقِ دل سے آنحضرتﷺ اور مثیلِ مصطفےٰ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں؟ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی سچائی پر یقین رکھتے ہیں؟ اگر آپ برائے نام مومن نہیں بلکہ واقعتاً مخلص اور حقیقی احمدی ہیں اور حضورؑ کی جماعت کا درد بھی رکھتے ہیں تو پھر محمدی مریم کا موعود زکی غلام آپ کو موسوی مریم کے زکی غلام یعنی حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ کی زبان میں آپ سے کہتا ہے کہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ (الصف۔۱۵) (اللہ کیلئے میرا مددگار کون ہے؟) مجھے امید ہے آپ جواب میں! نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ (ہم اللہ کیلئے مددگار ہیں) ضرور کہیں گے۔میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو فہم و فراست عطا فرمائے تاکہ آپ نہ صرف سچائی کو سمجھ سکیں بلکہ اسے قبول فرما کر دوسرے افرادِ جماعت کی ہدایت کا موجب بھی بن سکیں آمین۔اُمید ہے آپ میری معروضات پر غور فرمانے کے بعد خاکسار کو اپنے مہربان جواب سے ضرور نوازیں گے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ (ال عمران۔۲۱) اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو تیرے ذمّہ صرف پہنچا دینا ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں۔

''اسکے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرماتے ہیں کہ وہ غریبوں اور حقیروں کو عزت بخشتا ہے اور بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔بڑے بڑے علماء و فضلاء اُسکے آستانہ فیض سے بکلی بےنصیب اور محروم رہ جاتے ہیں اور ایک ذلیل حقیر اُمی جاہل نالائق منتخب ہوکر مقبولین کی جماعت میں داخل کرلیا جاتا ہے۔ہمیشہ سے اِسکی کچھ ایسی ہی عادت ہے اور قدیم سے وہ ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے۔و ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء۔'' (روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۱۴۱)

وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

مورخہ ۳۱۔جولائی ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆☆☆☆☆